سوال

دف بجانے والی عورت کو اجرت پر حاصل کرنے کا حکم

جواب

الحمد للہ.

تو معاملہ بالکل اسی طرح ہو جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ شرعی شروط کو مدنظر رکھتے ہوئے شادی کی تقریب میں دف بجانے کے لیے کسی بجانے والی عورت کو لایا جائے اور اسے اس کی اجرت دی جائے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں.

ﺦ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ﻠﮧ دف بجانے والیوں کو مال دینے کا تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں؛ کیونکہ یہ ایک مباح اور جائز عمل پر ہے، لیکن طبلے سرنگی بجانے والیوں کو اجرت دینی جائز نہیں؛ کیونکہ یہ حرام کام پر ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو فرمان ہے کہ :

جب اللہ تعالی نے کسی چیز کو حرام کیا تو اس کی قیمت بھی حرام کر دی"

ﺮ (4938) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح قرار دیا ہے (318) انتھی

ح (580/1)، اور اللقاء الشھری (235).

ﺦ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ﮐﺎح کے لیے شادی کی تقریبات میں دف بجانی مشروع ہے، اور اگر یہ دف بجانا کسی اور فساد کا باعث بنے تو پھر یہ ممنوع ہے. انتھی

ﻥ (218/10).

ﺍ اس میں دف بجا کر رقص کرنا اور ناچنا بھی شامل ہے.

ﺦ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ﻧﺎﭼﻨﺎ مکروہ ہے، اور خاص کر جب اس سے فتنہ کا خدشہ اور ڈر ہو تو جائز نہیں، کیونکہ بعض اوقات ناچنے اور رقص کرنے والی رقاصہ لڑکی نوجوان اور خوبصورت بھی ہوتی ہے جس کا رقص شھوت انگیخت کا باعث ہوتا ہے، حتی کہ عورتوں میں بھی". انتھی

ح (580/1).

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (5000) اور (9290) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

ﺍ اس میں ادا کی جانے والی اجرت کا اسراف اور فضول خرچی میں بھی شامل ہے :

ﻧﮯ والی عورت کو ادا کی گئی اجرت معقول ہونی چاہیے، جو اسراف اور فضول خرچی سے بعید اور دور ہو، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسراف و فضول خرچی سے منع کرتے ہوئے فرمایا :

ﺭ تم اسراف و فضول خرچی نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالی فضول خرچی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا الانعام (141).

ﺳﮑﺘﺎ ہے یہ اسراف اور فضول خرچی شادی میں سے برکت ہی ختم کر ڈالے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ :

"عورتوں میں سے سب سے زیادہ برکت کا باعث وہ عورت ہے جو خرچ کے حساب سے آسان ہو" یعنی کم خرچ

ﺮ (24595) امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور امام ذھبی رحمہ اللہ تعالی نے بھی ان کی تصحیح کا اقرار کیا ہے، اور علامہ عراقی نے "تخریج احادیث الاحیاء" میں اس کی سند کو جید کہا ہے.

ﺪ (7332) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے السلسلۃ الضعیفۃ (1117) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے.

واللہ اعلم.